بچوں کے لیے زمانہ جدید کا سلسلۂ ادب

مُلکوں مُلکوں کی کہانیاں

(دُوسرا حصہ)

ناشر

نول کشور پریس لکھنؤ

بچّوں کے لیے زمانۂ جدید کا سلسلۂ ادب

ملکوں ملکوں کی کہانیاں

(دوسرا حصّہ)

جس کو

لچھمن پرشاد بھاردواج - بی، اے

نے

بچّوں کے واسطے سلیس اور مختصر کر کے تیّار کیا

باہتمام بی - بی - کپور سپرنٹنڈنٹ

ناشر
نول کشور پریس لکھنؤ

اِس کتاب کے بارے میں

ہمارے ادبی نصاب میں بچوں کے لیے مفید کتابوں کی کمی ہے۔ اس کا مجھے بہت دنوں سے خیال ہو رہا تھا۔ اپنے مُلک یا دنیا کے دوسرے مُلکوں کی عمدہ عمدہ کہانیوں کو اگر سلیس اور مختصر کر کے پھر سے بچوں کے لیے لکھا جائے تو بچوں میں ادب کی استعداد بڑھانے کا اچھا موقع ملے گا۔

اسی قسم کی کچھ کہانیاں اِس کتاب میں بچوں کے لیے لکھی گئی ہیں۔ خود مدرس ہونے کے سبب سے میں نے ان کو زیادہ تر اسکول کے بچوں کے لیے تیار کیا ہے۔ کتاب کے آخر میں کچھ سوال دیے گئے ہیں۔ ان سے بچوں اور مدرس دونوں ہی کو اِن کے پڑھنے اور پڑھانے میں مدد ملے گی۔

یہ ضروری نہیں ہے کہ مدرس اس کتاب کی کہانیوں کو ریڈروں کی طرح پڑھا دیں۔ لڑکوں سے کہا جائے کہ وہ ان کو اپنے آپ پڑھ ڈالیں۔ آخر میں دیے ہوئے سوالوں کی مدد سے مدرس اس بات کی جانچ کر لیں کہ ہر ایک لڑکے نے کہاں تک کہانی کو ٹھیک ذہن نشین کیا ہے۔ کبھی کبھی تو تصویروں کے بارے میں بات چیت کرنے سے ہی اِس بات کا پتہ لگ سکتا ہے۔

فہرست مضامین
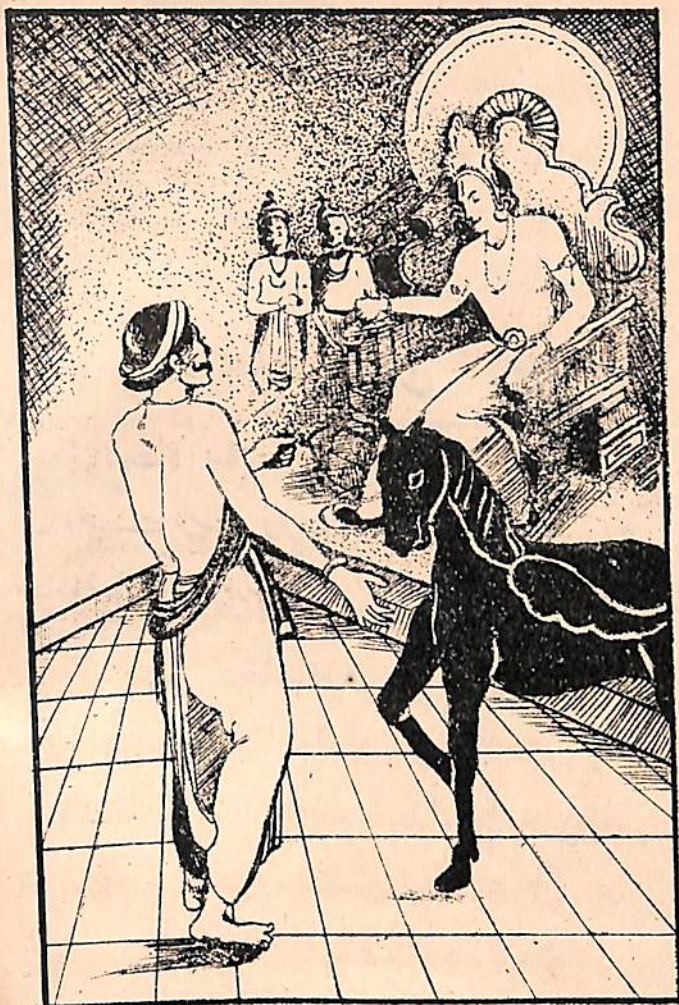
بکرماجیت کے دربار میں پردار گھوڑا

مُلکوں مُلکوں کی کہانیاں

(دوسرا حصّہ)

(۱)

بکرما جیت کا انصاف

ایک روز راجہ بکرما جیت اپنے دربار میں بیٹھا تھا - اتنے میں ایک بڑھئی ایک عجیب گھوڑا لے کر اُس کے دربار میں آیا - راجا نے بڑھئی سے جب اس گھوڑے کی خوبی دریافت کی تو وہ کہنے لگا - مہاراج - یہ گھوڑا نہ کچھ کھاتا ہے نہ کچھ پیتا ہے، اور جہاں چاہو آپ کو لے جا سکتا ہے - راجہ نے دُو لاکھ روپیہ دے کر وہ گھوڑا بڑھئی سے خرید لیا - گھوڑا تیز رفتاری میں ہوا سے باتیں کرتا تھا -

کچھ دن بعد راجہ نے اس گھوڑے کو نکلوایا - اور آپ اس پر سوار ہوا - چابک لگتے ہی گھوڑا آگ بگولا ہو گیا - اور راجہ کو

لے کر اُڑ چلا - چلتے چلتے دونوں سمندر پار پہونچے - اب راجہ

گھوڑے کو قابو میں نہ رکھ سکا - وہ اُس کے نیچے سے نکل گیا -
راجہ ایک درخت کے اوپر گر کر لڑکھڑاتا ہوا نیچے آیا - جب اُسے
کُچھ ہوش آیا تو آگے کو چل پڑا - چلتے چلتے ایک ڈراؤنے جنگل
میں جا پہونچا ؛

اُس جنگل میں راجہ نے ایک عجیب نظّارہ دیکھا کہ ایک

مکان کے پاس دو بڑے کنویں تھے۔ پاس ہی ایک درخت تھا۔ درخت کے اوپر ایک بندریا بیٹھی تھی۔ جو کبھی نیچے اُترتی تھی اور کبھی اوپر چڑھتی تھی۔ راجہ پاس ہی کے ایک دوسرے درخت پر چڑھ کر چھپا ہوا سب تماشا دیکھنے لگا۔
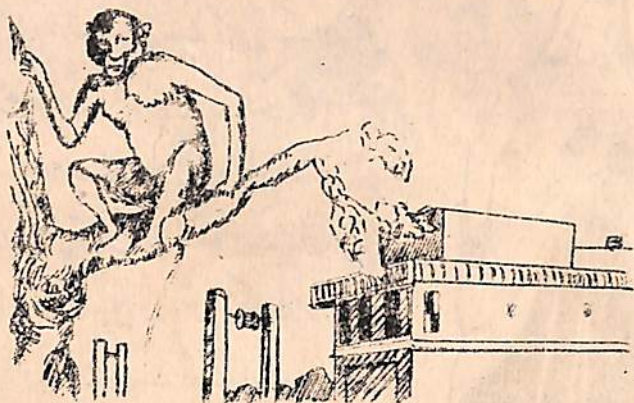
تھوڑی دیر بعد وہاں ایک فقیر آیا۔ اس کے آتے ہی بندریا درخت سے نیچے اُتر آئی۔ فقیر نے بائیں طرف والے کنویں سے ایک تونبا بھر پانی نکال کر بندریا کے اوپر ایک چُلّو چھڑک دیا۔ پانی پڑتے ہی بندریا ایک خوب صورت عورت کی شکل میں بدل گئی۔ پھر دونوں اُس مکان میں گئے اور وہاں کچھ دیر تک آرام کیا۔ جب فقیر جانے لگا تو اُس نے دوسرے کنویں سے پانی نکال کر اُس

عورت کے اوپر چھڑک دیا - وہ فوراً بندریا بن کر درخت پر چڑھ گئی - فقیر بھی پہاڑ کی گپھا میں جا بیٹھا -

فقیر کے چلے جانے کے بعد راجہ درخت سے اُتر آیا - اور کنوئیں سے پانی بھرا - بندریا بھی درخت سے اُتر آئی - تب راجہ نے اُس کے اوپر پانی کا چھینٹا مار دیا - پانی پڑتے ہی وہ پھر خوب صورت عورت بن گئی - تھوڑی دیر دونوں میں آپس میں بات چیت ہوئی - راجہ بکرم کا نام سُنتے ہی وہ اس کے قدموں پر گر پڑی - راجہ نے اُسے اپنے پاس بٹھالیا اور وہ سب حال جاننا چاہا جس طرح وہ فقیر کے چُنگل میں پھنسی - تب اُس عورت نے راجہ کو سب حال کہہ سُنایا - اُس نے بتایا

کہ اپنے والدین کا حکم نہ ماننے کی وجہ سے انھوں نے اسے اُس فقیر کو دے ڈالا تھا - یہ مجھے اپنے قابو میں کر کے اِس جنگل میں لے آیا - اور بندریا بنا کر درخت پر چڑھا دیا -

اُس کی بات سُن کر راجہ نے اسے اپنے ساتھ لے چلنے کی خواہش

ظاہر کی۔ وہ تیار ہو گئی۔ راجہ نے اپنے مقدمتہ الجیش کے کوبلیا نام کے دو بیروں کو بُلا کر کہا کہ ہمیں ہمارے مُلک لے چلو۔ بیر دونوں کو

سنگھاسن پر بٹھا کر ہوا کی طرح لے اُڑے۔ فقیر نے عورت کو ایک دن
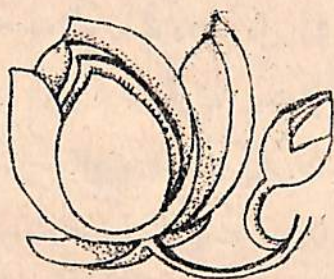
پہلے ہی انعام کی شکل میں ایک کنول کا پھول دیا تھا جس سے روز ایک لعل نکلتا تھا۔ وہ راجہ کے ساتھ چلتے وقت اُس پھول کو بھی اپنے ساتھ لیتی گئی۔

راجہ اپنی راجدھانی میں آیا اور سنگھاسن سے اُتر شہزادی کے ساتھ

شہر کو چلا - کچھ دُور جانے کے بعد اُس شہزادی کے ہاتھ میں کنول کا پھول

دیکھ کر ایک بچہ اسے لینے کے لیے رونے لگا - راجہ نے کنول اُس کے
ہاتھ سے لے کر بچے کو دے دیا - لڑکا پھول لے کر ہنستا ہوا اپنے گھر گیا -

سویرا ہوتے ہی پھول سے ایک لعل گرا -
لڑکے کے باپ نے اُسے دیکھ کر اُٹھا لیا اور چھپا رکھا -
ایک دن بہت سے لعل لے کر وہ بازار میں بیچنے گیا -
اُسے اس قسم کے بیش قیمت لعل بیچتے دیکھ کر شہر کوتوال
نے پکڑ لیا اور راجہ کے سامنے حاضر کیا - راجہ نے اس آدمی سے
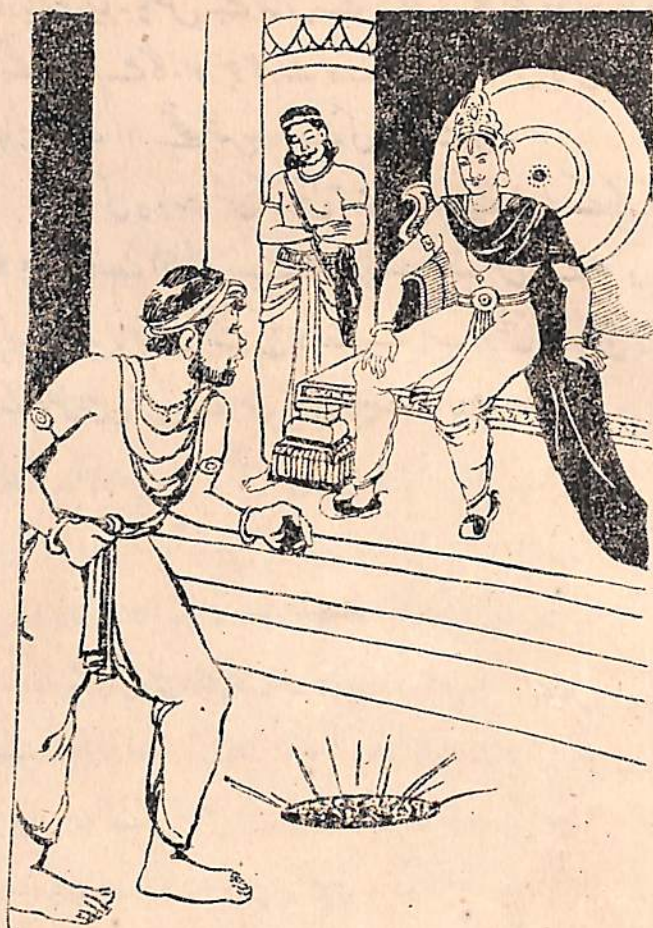
یہ لعل تجھے کہاں سے ملے؟

دریافت کیا - یہ لعل تجھے کہاں ملے ؟ اگر تو سچ سچ بتلادے گا تو
تجھے انعام ملے گا - اور جو جھوٹ بولے گا تو تیرے لعل چھین لیے
جائیں گے اور تجھے شہر بدر ہونے کی سزا ملے گی -

راجہ کی یہ بات سُن کر اُس آدمی نے اپنے لڑکے کے ایک کنول
کا پھول لانے اور اُس سے روز سویرے ایک لعل گرنے کا واقعہ
کہہ سُنایا - راجہ اس کے سچ بولنے سے بہت خوش ہوا اور سچ بولنے
کے عوض میں اُس نے اس آدمی کو بہت سا روپیہ انعام دیا -

(۲)

امیر سے غریب

ایک گاؤں میں ایک دولتمند شخص رہتا تھا۔ اُس کے ایک ہی لڑکا تھا۔ ابھی اُس کا یہ لڑکا بچہ ہی تھا کہ باپ کا انتقال ہو گیا۔ لڑکا جوں جوں بڑا ہوتا گیا تیوں تیوں بگڑتا گیا۔ اپنے دوستوں کو کھلانے پلانے میں وہ اپنا بہت سا روپیہ خرچ کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ اُس نے اپنی سب دولت خرچ کر ڈالی۔ پھر اس نے اپنا مکان اور سامان بھی بیچ دیا۔ اور جو روپیہ ملا اُسے تھوڑے ہی دنوں میں اُڑا ڈالا۔ جب اُس کے پاس کچھ نہ بچا تو وہ محنت مزدوری کر کے اپنا پیٹ پالنے لگا۔

ایک دن جب وہ مزدوری کی تلاش میں ایک مکان کی دیوار سے لگا بیٹھا تھا کہ عمدہ اور چمکیلے کپڑوں والا ایک آدمی اُدھر ہو کر نکلا۔ لڑکے کے پاس آ کر اس نے سلام کیا اور بولا۔ دوست، مجھے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی تمھارے پاس کافی دولت رہی ہوگی۔ کیا تم کسی کام کی تلاش میں بیٹھے ہو؟

کیا تم کسی کام کی تلاش میں بیٹھے ہو؟

وہ بولا - ہاں، کیا تم مجھے کوئی کام دلا سکتے ہو؟

جواب ملا - ہاں، ہاں! یہ کون بڑی بات ہے - تم ابھی میرے ساتھ چلو تو میں تمھیں ابھی کام دے سکتا ہوں - میں اور میرے دسؔ ساتھی پاس ہی کے ایک مکان میں ساتھ ساتھ رہتے ہیں - اگر تم نوکری کرو تو تمھیں روٹی کپڑا اور اچھی مزدوری دیں گے -

لڑکے نے کہا - بہت اچھا - چلو میں نوکری کروں گا -

اُس آدمی نے پھر کہا - لیکن ایک شرط ہے جو تمھیں ماننی پڑے گی وہ یہ ہے کہ تمھیں ہمارے بارے میں جو کچھ معلوم ہو جائے وہ کسی سے کہنا مت - اگر تم کبھی ہم لوگوں کو روتے دیکھو تو ہمارے رونے کا سبب بھی کبھی نہ پوچھنا -

وہ راضی ہو گیا - دونوں چل دیے - لڑکے نے آ کر دیکھا کہ وہ سب لوگ ایک بہت بڑے مکان میں رہتے ہیں جس میں بہت سے خوب صورت کمرے ہیں - ایک کمرے میں اس کے دسوں ساتھی بیٹھے تھے - وہ سب پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے - اور ہاتھ مل مل کر افسوس کر رہے تھے - اسے یہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا - وہ اُن کے اِس طرح رونے کا سبب دریافت

کرنے والا ہی تھا کہ اسے شرط یاد آگئی - وہ خاموش رہا - اور

اُن لوگوں کا کام کاج کرنے لگا -

ابھی اُسے نوکری کرتے ہوئے تھوڑے ہی دن ہوئے تھے کہ اُن آدمیوں میں سے ایک فوت ہوگیا - اس کے ساتھیوں نے اس کی تجہیز و تکفین کی - پھر دوسرا آدمی مرگیا - پھر تیسرا اور پھر چوتھا - اسی طرح اُن دسوں کی موت ہوگئی - اب صرف وہ لڑکا اور اُس کا مالک باقی رہ گئے -

دونوں اُس مکان میں کئی سال تک رہتے رہے - آخرکار لڑکے کا مالک بھی بیمار پڑا - اس کی حالت روز بروز خراب ہوتی گئی -

تم یہ جان کر کیا کروگے ؟

اپنے مالک کی موت قریب جان کر ایک دن لڑکے نے اُس سے پوچھا۔ میرے مالک! اب آپ مرنے والے ہیں۔ کیا آپ اپنے مرنے والے دوستوں کے رونے کا سبب بتانے کی عنایت کریں گے؟ اُس کے مالک نے جواب دیا۔ پیارے بیٹے، تم یہ جان کر کیا کرو گے۔ اِس بات کو یہیں رہنے دو۔ اگر تم بچنا چاہتے ہو تو اس دروازے کو کبھی نہ کھولنا۔ یہ کہہ کر اُس نے ایک دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ وہ پھر بولا۔ اگر تم میری بات نہ مانوگے تو پچھتاؤ گے۔

یہ کہتے ہوئے آقا نے آنکھیں بند کر لیں۔ لڑکے نے اُسے اُس کے دس دوستوں کے پاس ہی مکان کے باغیچے میں دفن کر دیا۔

اب لڑکا اکیلا ہی اُس بڑے مکان میں رہنے لگا۔ اُس دروازے کو نہ کھولنے کا اُس نے پکّا ارادہ کر لیا تھا۔ پھر بھی ایک روز اس کی طبیعت نہ مانی اور دروازے کے پاس جا کر اس نے اُن تالوں کو توڑ ڈالا۔ جو بہت دنوں سے لگے ہوئے تھے۔ اس کے اندر گھُستے ہی دروازہ خود ہی بند ہو گیا۔ اندر آنے پر اُسے ایک چھوٹی سی گلی ملی۔ وہ اسی گلی میں تین گھنٹے تک آگے چلا گیا۔ چلتے چلتے وہ ایک سمندر کے کنارے آنکلا۔ وہ تعجب میں بھرا ہوا وہاں گھوم رہا تھا کہ دُور سے

اُس نے ایک بڑا سا پرند آتا ہوا دیکھا - اُس کے پاس آکر پرند

اُسے اپنے پنجوں میں
دبا کر لے اُڑا - اور اُسے
دُور ایک جزیرے میں
لے جا کر پھینک دیا -
لڑکا بہت ڈر گیا تھا.
وہ سمجھتا تھا کہ اُس خطرناک
جزیرے میں اسے بھی
تڑپ تڑپ کر بھوکوں مرجانا پڑے گا - اسی درمیان میں اُسے ایک
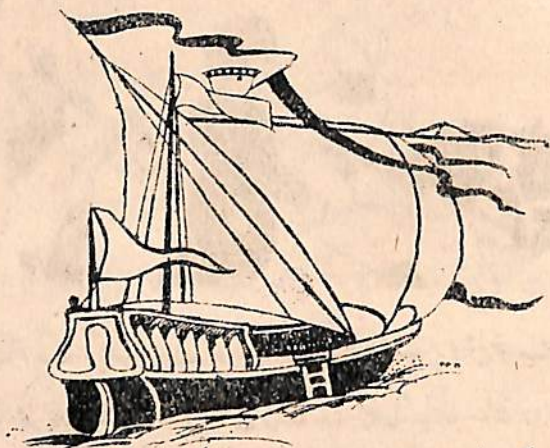
جہاز آتا دکھائی دیا - جب جہاز پاس آگیا تو اُس میں سے

دس خوب صورت لڑکیاں نکلیں۔ اُنھوں نے آکر لڑکے کو سلام کیا۔ اُس کے ہاتھوں کو چوما اور اُسے جہاز میں بٹھا کر جدھر سے آئی تھیں اُدھر ہی چل دیں۔ کنارے پر پہونچ کر ایک بڑی فوج تیار ملی۔ سب لوگ خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ گاتے بجاتے اور طرح طرح کے جشن مناتے ہوئے یہ سب ایک بہت خوب صورت گھوڑا لائے۔ اُس کا زین سُنہرا تھا۔ اور طرح طرح کے ہیرے، موتی اُس میں ٹنکے ہوئے تھے۔ لڑکے کو اسی گھوڑے پر بٹھا کر سب لوگ اپنے شہر کی طرف چل دیے۔

شہر میں پہونچنے پر ایک دوسری فوج آتی ہوئی دکھائی دی

جس کے آگے ایک بہت خوب صورت گھوڑے پر کوئی خوب صورت آدمی چڑھا چلا آتا تھا۔ نوجوان لڑکے نے سمجھا کہ سامنے والا وہ خوب صورت آدمی اس شہر کا راجہ ہوگا۔ قریب آنے پر دونوں نے

ایک دوسرے کو سلام کیا - راجہ نے نوجوان لڑکے کو اپنے ساتھ چلنے کو کہا - دونوں ساتھ ساتھ محل کی طرف چلے -

محل میں پہونچنے پر 'راجہ' نے نوجوان لڑکے کو جواہرات سے مرصع ایک بہت عمدہ سونے کے تخت پر بٹھا دیا - 'راجہ' بھی اس کے پاس ہی بیٹھ گیا - تھوڑی دیر بعد 'راجہ' نے اپنے چہرے کا چھپا ہوا حصّہ کھول دیا - نوجوان نے اب اس کے پورے مُنہ کو دیکھا تو اسے معلوم ہوا کہ جس آدمی کو اُس نے راجہ سمجھا تھا - وہ ایک بہت زیادہ خوب صورت عورت ہے - اس کے تعجب کی انتہا نہ رہی - اپنے وزیروں، درباریوں اور نوکر چاکروں کو بُلا کر عورت نے شادی کی تیاری کرنے کا حکم دیا - تیاری ہو جانے پر دونوں کی بڑی دھوم دھام سے شادی ہو گئی - نوجوان لڑکا راجہ ہو گیا - اور وہ عورت اُس کی رانی - شادی کے وقت رانی نے اُس سے کہا - آج سے تم میرے شوہر اور راج کے مالک ہوئے - لیکن اُس دروازے کو کبھی نہ کھولنا - اگر کھولو گے تو پچھتانا پڑے گا -

سات سال نوجوان لڑکے نے اپنی رانی کے ساتھ بہت آرام سے بسر کیے - ایک دن اس کا دل نہ مانا اور اس نے سوچا کہ اُس دروازے کے پیچھے ضرور ہی کوئی بہت بڑا خزانہ چھپا ہے -

نوجوان لڑکا اور اُس کی رانی

بس یہ سوچ کر اُس نے دروازہ کھول ڈالا ۔ اُسے وہاں خزانہ تو ملا نہیں ۔ لیکن وہی پرند بیٹھا دکھائی دیا ۔ جس نے سات سال پہلے اُسے اپنے پنجوں میں دبا کر سمندر میں پہونچایا تھا ۔

"جو شخص اتنی دولت اور عیش، آرام پا کر بھی خوش نہیں، اُس کو یہ دولت وحشمت نہیں ملنی چاہیئے"۔ یہ کہہ کر وہ پرند پھر اُسے اپنے پنجوں میں دبا کر لے اُڑا ۔ جہاں سے وہ اُسے پہلے لایا تھا ۔

وہیں لے جا کر اُس نے اُسے چھوڑ دیا ۔

اپنی بے وقوفی کے سبب سے نوجوان لڑکا کیا سے کیا ہو گیا ۔ اسی بات کو سوچ سوچ کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اور ہاتھ مل مل کر

پچھتانے لگا - اپنے محل، راج پاٹ اور خوب صورت رانی سے ہمیشہ کے لیے ہاتھ دھوکر نوجوان اپنے پُرانے مالک کے مکان میں آیا - یہاں آنے پر اُسے معلوم ہوا کہ اُس کے مالک اور اُس کے دوستوں کے ساتھ یہی واقعہ ہوا تھا جو اُس کے ساتھ ہوا - یہی اُن کے رونے اور پچھتانے کا سبب تھا -

اپنی قسمت کے اِس طرح اُلٹ جانے کا نوجوان لڑکے کو بڑا رنج ہوا - اِسی رنج میں وہ دن رات گھُلتا رہتا تھا - اُسے پھر کبھی کسی نے ہنستے یا مُسکراتے نہیں دیکھا - تھوڑے ہی دنوں میں وہ بھی مرگیا - اپنے مالک کے مکان کے پیچھے والے باغیچے میں وہ بھی اُنھیں لوگوں کے درمیان دفنایا ہوا پڑا ہے - جن کے یہاں اُس نے آکر نوکری کی تھی -

(۳)

بانسری والا

یورپ میں ہملین نام کا ایک گاؤں ہے - بہت دن ہوئے
وہاں ایک دفعہ چوہوں کا سیلاب سا آ گیا یعنی اتنے چوہے ہو گئے
کہ کہا نہیں جا سکتا - گھر میں چوہے، بازار میں چوہے، گرجے میں
چوہے، گلی میں چوہے، چوراہے پر چوہے، چوک میں چوہے،
جدھر دیکھو اُدھر چوہے ہی چوہے -

چوہوں نے وہ ظلم کرنا شروع کیا کہ لوگ تنگ ہو گئے - توبہ
پکار اُٹھے - گدیاں پھاڑ ڈالیں، رضائیاں کاٹ ڈالیں، ساڑیاں،
کُرتوں اور پاجاموں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے - لوٹے اور مونے تک
نہ بچے - تیل تو ایسے پی جاتے گویا گھٹ یونی ہیں - اگست رشی کے
بیٹا بیٹی ہیں - چوہوں سے تنگ آ کر لوگ واویلا کرنے لگے -
اُنہی دنوں گاؤں میں ایک آدمی آیا - اُسے کوئی نہ جانتا تھا

کہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔ دُبلا، چھریرہ اُس کا بدن تھا اور سفید آنکھیں۔ اُس کا چہرہ ہر وقت ہنس مکھ رہتا تھا۔ دیکھتے ہی معلوم ہو جاتا تھا کہ وہ کتنا خوش مزاج ہے۔ سر سے پیر تک ایک لمبا چُغہ پہنے تھا۔ جو آدھا سُرخ تھا اور آدھا پیلا۔ عجب وہ اجنبی تھا۔ نرالے اُس کے ڈھنگ تھے۔ اُس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی بانسری تھی۔ رنگ برنگی اور خوب صورت نقاشی والی۔

چلتے چلتے وہ چودھری کی چوپال کے پاس آ گیا۔ چودھری نے کہا۔ "رام رام!"

وہ بولا۔ "رام رام!"

"کہاں رہتے ہو؟"

"رمتا رام ہوں"۔

"نام کیا ہے؟"

"بانسری والا"۔

"کام کیا کرتے ہو؟"

"کام؟ کام تو بانسری بجانے کا کرتا ہوں۔ لیکن ایسی بجاتا ہوں کہ سُن کر سب پاگل ہو جاتے ہیں۔ اور پیچھے پیچھے چلنے لگتے ہیں۔ کیا آدمی، کیا جانور، کیا بلی اور کیا چوہے۔

چودھری نے خوش ہو کر کہا۔ تو ہمارا ایک کام کروگے۔ اِس گاؤں کے چوہوں کو کہیں دُور۔ گاؤں سے باہر۔ پہونچا آؤ گے۔

بانسری والا بولا۔ "ہاں، ہاں"۔

"معاوضہ کیا لوگے؟"

"ایک ہزار اشرفیاں"۔

چودھری بولا، "بہت اچھا"

بانسری والے نے بانسری بجائی۔ چوہوں نے جو تان سُنی تو ایک دَم دَوڑ کر اس کے پاس آ گئے۔ سب نے آکر بانسری والے کو گھیر لیا۔ بانسری بجتی تھی اور چوہوں کی فوج بڑھی آرہی تھی۔ ہوتے ہوتے تمام گاؤں کے چوہے بانسری والے کے پیچھے ہولیے۔

مکانوں، گلیوں اور کوچوں میں کہیں بھی ایک چوہیا تک نہ بچی۔

گاؤں سے دور ایک ندی تھی۔ بانسری والا بانسری بجاتا بجاتا وہیں پہونچا۔ ندی کنارے پہونچ کر وہ پانی میں پیٹھا چوہے بانسری کے پیچھے پاگل تھے۔ سب پانی میں کود پڑے۔ بانسری والا بڑھتا گیا۔ چوہے بھی بڑھتے گئے۔ بیچ دھار تک پہونچتے پہونچتے سبھی چوہے پانی میں ڈوب کر مر گئے۔ مگر خوش قسمتی سے ایک چوہا بچ گیا۔ وہ تیر کر باہر نکل آیا اور بھاگ گیا۔

بانسری والا گاؤں میں آیا۔ گھر گھر خوشی منائی جا رہی تھی۔ بانسری والے نے چودھری سے معاوضہ مانگا۔ چودھری نے بے ایمانی کی۔ ایک ہزار اشرفیاں دینے سے انکار کر گیا۔ بانسری والے نے بہت سمجھایا

کہ دیکھو چودھری مان جاؤ - دوسری تان چھیڑنے بھر کی دیر ہے -

چودھری بولا - "میاں، پاگل تو نہیں ہو گئے ہو - ہم نے مذاق کیا اور تم نے سچ سمجھ لیا -

بانسری والا غضبناک ہو گیا - سوچا، جما ہوا گھی ہے - سیدھی انگلی نہ نکلے گا - بانسری سنبھالی اور ایک دوسری تان چھیڑ دی -

ایک عجیب نظارہ دیکھنے میں آیا - گاؤں کے لڑکوں کے دَل کے دَل آنے لگے - جو جہاں تھا وہیں سے چل پڑا -

آگے آگے بانسری والا اور پیچھے بچّوں کا دَل - ماں، باپوں نے پکارا روکا، ڈانٹا، پھٹکارا؛ پر بچّے نہ مانے -

چلتے چلتے سب ایک پہاڑ کے پاس آ گئے - پہاڑ کے اندر
ایک بڑی لمبی گوپھا تھی - بانسری والے نے گوپھا میں پیر رکھا اور اُس کے ساتھ سب
بچے بھی پیچھے پیچھے چلے گئے - بعد میں یکا یک فوراً ہی گوپھا کا دروازہ
بند ہو گیا - بس اُسی وقت سے لے کر آج تک اُس گوپھا کا دروازہ
جیسا تھا ویسا ہی بند ہے - نہ پھر کسی نے کھولا نہ کھُلا -

اُس بچے ہوئے چوہے نے اپنے بیٹے کو، اُس کے بیٹے
نے اپنے بیٹے کو، اور اُس کے بیٹے نے اپنے بیٹے کو یہ تمام
قصہ سُنایا -

اور اُس بچے ہوئے لڑکے نے اپنے لڑکے کو اُس لڑکے نے
اپنے لڑکے کو اور اُس لڑکے نے اپنے بیٹے کو یہ تمام قصہ سُنایا -
آج بھی وہ چوہا اپنے بیٹے کو اور وہ لڑکا اپنے لڑکے کو اُس
بانسری والے کی کہانی سُنایا کرتا ہے -

سوالات

(۱) بکرماجیت کا انصاف

(۱) بکرماجیت کے سامنے جو گھوڑا لایا گیا۔ اس میں کیا تعریف کی بات تھی ؟
(۲) راجہ نے چھُپ کر کیا تماشا دیکھا ؟
(۳) عورت فقیر کے چنگل میں کیسے پھنسی ؟
(۴) کنول کے پھول میں کیا تعریف تھی ؟
(۵) بازار میں لعل بیچنے پر جب لڑکے کا باپ پکڑ کر راجہ کے سامنے لایا گیا تو کیا ہوا ؟

(۲) امیر سے غریب

(۱) لڑکے کے ساتھ اُس کے مالک نے کیا دو شرطیں کی تھیں ؟
(۲) اپنے آقا کے مرنے پر جب لڑکے نے دروازہ کھولا تو اُس کے ساتھ کیا کیا ہوا ؟
(۳) لڑکا پہلے کی طرح ہی غریب کس طرح ہو گیا ؟
(۴) لڑکے کے مالک اور اُس کے دوستوں کے رونے کا کیا سبب تھا ؟

(۳) بانسری والا

(۱) چوہوں کو نکال دینے کا کیا معاوضہ ٹھہرا تھا ؟
(۲) بانسری والے نے گاؤں والوں سے کیسے بدلا لیا ؟